مجموعۂ چہل حدیث

بعنوان

# علم اور اہلِ علم کے فضائل

مؤلف

مولانا جمال عارف ندوی

(استاذِ حدیث معہد ملّت، مالیگاؤں)

------ناشر------

سیّد احمد شہید اسلامک اکیڈمی

گلشن ابوالحسنؒ، سروے 160/2A، مالیگاؤں، مہاراشٹر

# تفصیلاتِ کتاب

©جملہ حقوق بحق مؤلّف محفوظ ہیں۔


| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | علم اور اہلِ علم کے فضائل |
| مؤلّف | : | مولانا جمال عارف ندویؔ |
| سالِ اشاعت | : | 2015ء |
| تعداد | : | ایک ہزار |
| صفحات | : | 64 |
| کمپیوٹر کمپوزنگ | : | مدنی گرافکس،(9960473950) |
| طباعت | : | مالیگاؤں |
| قیمت | : | |


## کتاب حاصل کرنے کے پتے

۱۔ معہد ملّت گولڈن نگر، مالیگاؤں

۲۔ مولانا علی میاں ندویؒ فاؤنڈیشن (گلشن ابوالحسنؒ، مالیگاؤں)

۳۔ سید احمد شہیدؒ اسلامک اکیڈمی (گلشن ابوالحسنؒ، مالیگاؤں)

۴۔ مولانا نعیم الرحمٰن ملّی ندوی (9822767843 / 9273806801)

# انتساب

مہاراشٹر کی عظیم وقدیم دینی درسگاہ معہد ملّت مالیگاؤں کے
اُن طلبہ کے نام جن سے دیرینہ رشتہ اور مخلصانہ تعلّق خاطر ہی
اِس کتاب کی وجہِ تالیف ہے!

معہد ملّت کے اُن طلبہ کے نام جنھوں نے نامساعد حالات اور
آزمائش و ابتلاء کے طوفانِ بلاخیز میں جوانمردی اور ثابت قدمی کا
مظاہرہ کرتے رہے!

معہد ملّت کے اُن طلبہ کے نام جو تنگدستی اور کسمپُرسی
کے باوجود پامَردی سے حصولِ علم میں لگے رہے!

معہد ملّت کے اُن طلبہ کے نام جنھوں نے علمِ
دین کی عظمت کو سمجھا اور اُس کے تقاضوں
پر عمل کیا!

# فہرست


| نمبر | عناوین | صفحہ |
|---|---|---|
| | مقدّمہ | |
| | عرضِ مؤلّف | |
| | علمِ دین سراپا خیر ہے | |
| | تحصیلِ علم کے گوناگوں فضائل | |
| | طلب علمِ دین فرضِ عین ہے | |
| | طالبِ علم اللہ کے راستہ میں ہوتا ہے | |
| | تحصیلِ علمِ دین کفّارۂ سیّئات ہے | |
| | طالبِ علم کا منتہا جنّت ہے | |
| | درس دینے والا عالم زاہدِ شب بیدار سے افضل ہے | |
| | مخلص طالبِ علم اور انبیاء کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا | |
| | عالم اور طالبِ علم اللہ کی رحمت سے قریب ہیں | |
| | درس وتدریس کے حلقوں کو فرشتے گھیر لیتے ہیں | |
| | درس وتدریس اور مطالعہ ومذاکرہ کی فضیلت | |
| | طلبہ کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وصیّت | |
| | حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا طالبِ علم کو خوش آمدید کہنا | |
| | حدیث پڑھنے پڑھانے والوں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا | |
| | علم کا حریص کبھی سیراب نہیں ہوتا | |
| | طالبِ علم کی محنت رائیگاں نہیں جاتی | |
| | اخلاصِ نیّت کے بغیر تحصیل علم کا انجام تباہی ہے | |
| | علم کے ذریعہ شہرت کا طالب جہنمی ہے | |

| نمبر | عناوین | صفحہ |
|---|---|---|
| | اخلاص کے بغیر طالبِ علم جنّت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا | |
| | بدنیّت طالبِ علم اپنا ٹھکانہ جہنّم میں بنالے | |
| | علم کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ "نسیان" ہے | |
| | رسول اللہ ﷺ نے ذکر کی مجلس پر علم کی مجلس کو اور ذاکرین کی صحبت پر اہلِ علم کی صحبت کو ترجیح دی | |
| | علم میں زیادتی، عبادت میں زیادتی سے بہتر ہے | |
| | تحصیلِ علمِ دین کثرتِ نوافل سے بہتر ہے | |
| | علمِ دین تمام علوم سے افضل ہے | |
| | علمِ دین کے ذریعہ فطری صلاحیتیں نکھر آتی ہیں | |
| | علمی خدمات صدقہ جاریہ ہیں | |
| | امّت تک چالیس حدیثیں پہنچانے کی فضیلت | |
| | عالمِ دین تن تنہا ایک امّت کے برابر ہے | |
| | عالم شیطان کے بہکاوے میں جلدی نہیں آتا | |
| | ہر زمانہ میں علمائے حق رہیں گے | |
| | عالمِ دین اپنے وقار کو بحال رکھے | |
| | عالم اگر باعمل اور معلّم ہو تو قابلِ رشک ہے | |
| | علماء کا اٹھ جانا گمراہی کا پیش خیمہ ہے | |
| | لوگوں کو نیکی کی تلقین کرنے والا عالم خود کو فراموش نہ کرے | |
| | بے فیض عالم مارِ گنج ہے | |
| | علمائے سوء روئے زمین کی بدترین مخلوق اور فتنوں کا سرچشمہ ہوں گے | |
| | بے عمل عالم کو سخت ترین عذاب ہوگا | |
| | علمائے دین منارۂ نور ہیں | |
| | اغلب یہی ہے کہ علماء معاف کردیے جائیں گے | |

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# مقدّمہ

اللہ تعالیٰ نے اِس امّت کو خیر امّت کے لقب سے سرفراز فرمایا ہے اور "کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" کا اعلان فرما کر امّت اور اس کے افراد کی قیمت وقامت اور اُن کی نافعیت کو قیامت تک کے لیے ثابت کر دیا ہے۔ اِس عزّت وسعادت اور اہمیت وعظمت کو عملی طور پر انسانی دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم کتاب وسنّت کی تعلیمات کو ہمہ دم پیشِ نظر رکھیں اور ان پر عمل کرنے کو زندگی کا اہم ترین فریضہ تصوّر کریں۔

اِسی ضمن میں امّت کے انفرادی اور اجتماعی جملہ معاملات میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو مجموعی طور پر پیش کرنے کے لیے علمائے امّت اور محدّثینِ عظام نے حدیثِ پاک کے عظیم ذخیرہ کو جمع کرنے کا اہتمام کیا اور ان کو اصولِ حدیث کی روشنی میں پیش کر کے ایک عظیم اسلامی کتب خانہ تیار کیا اور عالم انسانی کو نورِ نبوّت سے منوّر کرنے اور قرآنِ کریم کے بحرِ ناپید اکنار سے لعل وجواہر کو چننے کے لیے ہر طرح کی سہولتیں بہم پہنچائیں اور اُن کی اِن کاوشوں سے منزلِ مقصود تک پہنچنا ہر شخص کے لیے آسان ہوگیا۔

تاریخِ اسلام کے ہر دور میں اِس اہم پہلو کو مختلف سطح پر اجاگر کرنے کے لیے علمائے امّت نے مختصر اور مفصّل دونوں طریقوں سے اپنی علمی اور دینی طاقتوں کا بھرپور استعمال کیا اور عام افرادِ امّت کے لیے احادیث کے ذخیرہ سے چالیس موتی چن کر "اربعینات فی الحدیث"

کے مجموعے کو اسلامی تحفہ کے طور پر لوگوں کو عطا کیا۔ ان مجموعوں میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی "اربعین" سے امّت کے افراد نے خوب فائدہ اٹھایا۔ پھر انھیں کے نقشِ قدم پر چل کر بعد میں آنے والے علماء اور دُعاۃِ اسلام نے چالیس حدیثوں کا مجموعہ تیار کرنے کا خاص اہتمام کیا۔ تاکہ انفرادی واجتماعی ہر سطح پر اسلامی سیرت اور زندگی کی تعمیر میں اس سے پوری مدد مل سکے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات کو حرزِ جاں بنانے کی سعادت حاصل ہو۔

مجھے خوشی ہے کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فاضل گرامی اور مہاراشٹر کے مشہور مردم خیز قصبہ مالیگاؤں کے عالم وداعی جناب مولانا جمال عارف صاحب ندویؔ نے چالیس حدیثوں کا یہ مجموعہ تیار کیا ہے۔ تاکہ اردو زبان میں اس کا ترجمہ، اس کی تشریح اور اس کے فوائد بیان کرکے ان پاک ارشادات پر عمل کرنا اور اسلامی زندگی کی تعمیر میں اس سے مدد لینا آسان ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اِس اسلامی اور دینی کوشش کو قبول فرمائیں اور مؤلّف کو سعادتِ دارین نصیب فرمائیں، آمین۔

راقم الحروف

(حضرت مولانا) سعید الرّحمٰن اعظمی ندویؔ (صاحب دامت برکاتھم)

(مدیر البعث الاسلامی ندوۃ العلماء)

۵ر شعبان، ۱۴۳۵ھ

۴ر جون، ۲۰۱۴ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# عرضِ مؤلّف

**الحمدللّٰہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ أمّا بعد!**

فن حدیث انتہائی عظیم الشّان اور رفیع المرتبت فن ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس کی نسبت اُس ذاتِ گرامی کی طرف ہے جو مخلوق میں سب سے اعلیٰ واشرف ہے یعنی آقائے نامدار، سرورِ کونین، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اور جس طرح یہ فن عظیم الشّان ہے اسی طرح اس سے اشتغال بھی بڑا مقدّس ومتبرّک عمل ہے۔ بڑے خوش بخت وبانصیب اور رشکِ خلائق ہیں وہ لوگ جنھوں نے حدیث کے پڑھنے پڑھانے اور اس کی نشر واشاعت میں اپنی عمریں کھپا دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بشارت کے مستحق ٹھہرے کہ **"نضّر اللّٰہ امرءًا سمع منّا شیئًا فبلّغہٗ کما سمعہٗ"** (رواہ الترمذی)

راقم آثم کو معہد ملّت مالیگاؤں میں جب مشکوٰۃ شریف جلد اوّل کی تدریس کی ذمّہ داری سونپی گئی تو اپنی بے بضاعتی وکم مائیگی کے باوجود بڑے ذوق وشوق اور جوش وخروش سے پڑھانے کی کوشش کی۔ اِسی دوران جب کتاب العلم کے ابواب شروع ہوئے اور طلبہ کے درمیان اُن کی تشریح کا موقع ملا تو ایک عجیب احساس ہوا کہ کہاں **تحصیلِ** علم اور اہلِ علم کے یہ فضائل اور کہاں ہمارے طلبۂ مدارسِ دینیہ کی بے توجہی اور غفلت! عجیب معاملہ ہے کہ ایک طرف کتب احادیث میں **تحصیلِ** علمِ دین اور اہلِ علم کے فضائل ومناقب ایک بحرِ بے کراں کے مانند ہیں اور دوسری طرف اِس بحرِ بے کراں میں غوطہ لگانے والے ہمارے طلبۂ مدارس اور ہم خود بھی اِس حقیقت سے کماحقہٗ واقف نہیں کہ یہ کِن لعل وگہر اور سیم وصدف سے بھرا ہوا ہے۔ جس

چیز کے اِس قدر فضائل و منافع ہوں کیا اُس کے حصول میں ادنیٰ درجہ کی بے توجہی، غفلت اور جمود و تعطّل کی گنجائش ہو سکتی ہے اور ایسی قیمتی و لازوال دولت ہاتھ آنے کے بعد بھی احساسِ کمتری اور اپنے کو بے وزن و بے قیمت سمجھنے کا جواز باقی رہ سکتا ہے؟

لیکن پھر کیا بات ہے کہ اِس نعمتِ عظمیٰ اور دولتِ سرمدی کے حصول کے لیے طلبہ میں وہ جوش و خروش نہیں، وہ حوصلہ اور اُمنگ نہیں، عیش و آرام کو تج اور لذّاتِ دنیویہ کو تَرک کردینے کا وہ جذبہ نہیں جو اس کا متقاضی ہے۔ حصولِ علم کی راہ میں مشقّتوں کو برداشت کرنے اور ہر قیمت پر اپنے نصب العین کو مقدم رکھنے کا عزمِ محکم نہیں! یہ سرد مُہری، یہ تھکی تھکائی طبیعتیں، یہ بجھے بجھے چہرے اور بقولِ شاعر ؏

نہ زندگی نہ معرفت نہ یقیں

آخر ایسا کیوں ہے؟

کیا جس شخص کی جیبیں سونے چاندی سے بھری جارہی ہوں اور جس کے دامن میں لعل و گہر جمع ہورہے ہوں اُس کی پیشانی پر مایوسی کی سلوٹیں ہو سکتی ہیں؟ اُس کی آنکھوں کی چمک کافور اور اُس کا دِل بے سرور ہو سکتا ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں! لیکن پھر مدارسِ دینیہ کے طلبہ کے ساتھ یہ المیہ کیوں ہے؟

جواب صرف یہی ہے کہ وہ اب بھی اپنی ذات سے ناآشنا ہیں، جس چیز کے حصول میں اپنی جوانیاں کھپا رہے ہیں اُس کی قدر و قیمت سے خود نابلد ہیں۔ دل نے چاہا کہ ہر مدرسہ کے ہر طالبِ علم کی خدمت میں **تحصیلِ** علم کے فضائل پر مشتمل احادیثِ نبویہ کو ترجمہ و مختصر فوائد کے ساتھ ایک تحفہ کی شکل میں پیش کردیا جائے یہ وہ احادیث ہیں جن کو وہ پڑھتے ضرور ہیں لیکن مستحضر نہیں رکھتے، جانتے ضرور ہیں لیکن اُن پر اذعان و یقین نہیں، اِس امّید کے ساتھ کہ یہ تحفہ اُن کے دلوں میں ایک نئی حرارت اور رگوں میں ایک نیا جوش پیدا کردے گا اور دنیائے انسانیت کا یہ سب سے زیادہ مقدّس گروہ اپنے آپ کو پہچان لے گا اور اپنے مقام کو جان لے گا، ؏

جوانوں کو سوزِ جگر بخش دے　　مرا عشق میری نظر بخش دے
مرے دیدۂ تر کی بے خوابیاں　　مرے دل کی پوشیدہ بے تابیاں
مرے نالۂ نیم شب کا نیاز　　مری خلوت وانجمن کا گداز
اُمنگیں مری آرزوئیں مری　　امیدیں مری جستجوئیں مری
مرے قافلہ میں لُٹا دے اسے
لُٹا دے ٹھکانے لگا دے اسے

اقبالؔ

چالیس احادیث کا مجموعہ اکٹھا کرنا علمائے امت اور گروہ محدثین کا وطیرہ رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس عمل پر خصوصی بشارت ہے۔ راقم آثم نے سوچا کہ اِس موضوع پر چہل حدیث جمع کر کے ایک طرف طلبۂ مدارسِ دینیہ کو پیامِ رحیل دیا جائے اور اُن کے جوشِ عمل کو مہمیز لگائی جائے، دوسری طرف اپنے گناہوں کے بوجھ کو کم کر دیا جائے اور کیا بعید ہے کہ اس کریم آقا کی بارگاہ میں یہ عمل قبول ہوجائے تو پوری طرح بخشش ہوجائے کہ "اُس کی رحمتوں کے خزانے لامحدود ہیں"

اللہ ربّ العزت کی بارگاہِ صمدیت میں صد ہزار سجدوں کا نذرانہ پیش کرتا ہوں کہ محض اُس کی توفیق سے اس مجموعہ کی ترتیب واشاعت معرضِ وجود میں آئی۔ اسی طرح دل وزبان ہی نہیں جسم کا رُواں رُواں جذباتِ تشکّر وامتنان لبریز ہے استاذِ ذی وقار مخدوم گرامی حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی ندوی دامت برکاتہم العالیہ (مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء) کے تئیں، جنھوں نے اپنے وقیع اور قیمتی مقدمہ کے ذریعہ اس کتاب کے حُسن کو دوبالا فرمایا اور اس عاجز وناتواں کو حوصلہ بخشا۔

میں ممنون ہوں محبِ گرامی عزیز القدر مفتی محمد شفیق ملّی سلّمہٗ (ساکن کوپر گاؤں) کا جن کے یہاں چندروزہ قیام (کہ انھوں نے ان ایام میں علمی یکسوئی کے خاطر بڑی سہولتیں فراہم کیں) میں اس مجموعہ کی بیشتر احادیث کے فوائد قلم بند ہوئے، اللہ ان کو اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے، آمین۔

اسی طرح شکر گزار ہوں اپنے اُن تمام بزرگوں، دوستوں اور شاگردوں کا جن کا کسی بھی درجہ میں اس کتاب کی ترتیب واشاعت میں حصّہ ہے۔

اخیر میں عزیز محترم مفتی عبداللہ ملّی رحمانی (استاذ معہد ملّت) کا بھی شکریہ واجب ہے کہ موصوف نے کمپوزنگ اور ڈیزائننگ کی ذمہ داری بخوبی نبھائی۔ مجموعہ پر نظرِ ثانی اور عرضِ مؤلّف کی کمی کے باعث یہ کام مؤخّر ہوتا جارہا تھا موصوف ہی کا اصرار تکمیل کا محرّک ہوا۔ معہد ملّت کے احاطہ اور اس کے باہر بھی وہ مجھے روک روک کر بڑے اصرار سے کہتے ”مولانا کتاب مکمّل کردیجیے!“ اللہ ان کے اس مخلصانہ جذبہ کا انھیں بہتر صلہ عطا فرمائے، آمین۔

راقم آثم نے یہ بھی چاہا کہ اس کتاب کا انتساب مہاراشٹر کی قدیم وعظیم دینی درسگاہ معہد ملّت کے طلبۂ عزیز کی طرف کرے جن سے دیرینہ رشتہ اور مخلصانہ محبّت ہی اس مجموعہ کی تالیف کا اصل محرّک ہے۔ امّید ہے کہ وہ سب بھی اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور توقّعات پر پورا اُتریں گے۔

مجھے اس بات پر بھی بے حد مسرت ہے کہ متعدد علمی تحائف پیش کرنے کے بعد سید احمد شہیدؒ اسلامک اکیڈمی مالیگاؤں کی جانب سے یہ ایک اور علمی تحفہ منظرِ عام پر آرہا ہے۔ بحمد اللہ اکیڈمی کے اراکین مختلف علمی کاموں میں مشغول ہیں اور رفتہ رفتہ وہ ساری علمی کاوشیں ان شاء اللہ منظرِ عام پر آئیں گی۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أَنَبْتُ وَإِلَيْهِ الْمَصِيْرُ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ

جمال عارف ندوی

11/12/2014

(بحمد اللہ آج عمر کی 41 بہاریں پوری ہوئیں)

# ① علمِ دین سراپا خیر ہے

① عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ. (متفق عليه)

(بحوالہ مشکوۃ:۱/۳۲)

**ترجمہ:** حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اُسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ میں محض تقسیم کرنے والا ہوں عطا کرنے والا تو اللہ ہی ہے۔

**فائدہ:** "خیر" ایک ایسا جامع لفظ ہے جس میں ہر طرح کی بھلائی اور اچھائی شامل ہے۔ نیز لفظ خیر پر تنوین تفخیم (یعنی کثرت) کے لیے ہے۔

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو دنیا اور آخرت دونوں جہاں کی بھلائیاں عطا کرنا چاہتے ہیں تو اُسے حصولِ علمِ دین کی راہ پر ڈال دیتے ہیں اور پھر اپنے فضل سے اُسے علم میں رسوخ وگہرائی عطا فرماتے ہیں۔ طالبِ علم اگر اس ارادۂ الٰہی کو سمجھ لے تو حصولِ علم کے لیے ہر طرح کی قربانی دینا اُس کے لیے آسان ہو جائے گا کہ ایک بہت بڑا خیر اُس کا مقدر بننے والا ہے۔

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ کا مفہوم یہ ہے کہ علمِ دین کی تقسیم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ ہوئی لیکن یہ ہے عطیۂ ربانی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کے درمیان اِس علم کو تقسیم فرمایا اور صحابہ سے نسل درنسل یہ دولت منتقل ہوتی رہی۔ لیکن اِس علم کا فہم، اِس میں تفقہ، گہرائی وگیرائی اور اس پر

عمل کی توفیق اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی طرف سے عطا کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علم کی دولت تو تمام صحابہ کے حصہ میں آئی، لیکن فہم وفراست اور تفقہ ورسوخ کے اعتبار سے ان کے درمیان تفاوت ہے۔

****

## ② تحصیل علم کے گوناگوں فضائل

② وَعَنْ كَثِيْرِ بْنِ قَيْسٍ رحمه الله قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِي الدَّرْدَاءِ رضي الله عنه فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ اِنِّيْ جِئْتُكَ مِنْ مَدِيْنَةِ الرَّسُوْلِ ﷺ لِحَدِيْثٍ بَلَغَنِيْ أَنَّكَ تُحَدِّثُهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ قَالَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالْحِيْتَانُ فِيْ جَوْفِ الْمَآءِ وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَآئِرِ الْكَوَاكِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَآءِ وَاِنَّ الْأَنْبِيَآءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهٗ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ.

(رواه احمد والترمذی)

(بحوالہ مشکوٰۃ ۱/ ۳۳)

**ترجمہ:** حضرت کثیر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں

بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے ابو درداء! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر (مدینہ منورہ) سے چل کر آپ کے پاس آیا ہوں ایک حدیث کی خاطر، جس کے بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اُس کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ اِس کے علاوہ میں کسی اور ضرورت کے لیے آپ کے پاس نہیں آیا ہوں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص علمِ دین حاصل کرنے کے لیے کسی راستہ پر چلے اللہ تبارک وتعالیٰ جنّت کے راستوں میں سے کسی راستہ پر اُسے چلا دیتے ہیں اور فرشتے طالبِ علم سے خوش ہو کر اُس کے لیے اپنے پَر بچھا دیتے ہیں اور بے شک عالم دین کے لیے آسمان و زمین کی ساری مخلوقات اللہ تبارک وتعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرتی ہیں۔ یہاں تک کے دریا کے اندر رہنے والی مچھلیاں بھی اور عالم کو عابد پر اِسی طرح برتری حاصل ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو بقیہ تمام ستاروں پر اور علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء علیہم السلام نے میراث میں دینار و درہم نہیں چھوڑے ہیں، بلکہ انھوں نے اپنی میراث میں علم کو چھوڑا ہے تو جس نے اس کو حاصل کرلیا اُس نے بڑی کامیابی اور خوش بختی حاصل کرلی۔

**فائدہ:** حدیث پاک سے متعدد فوائد حاصل ہوتے ہیں، وہ یہ کہ:

۱۔ علمِ دین حاصل کرنے کے لیے دور دراز کے علاقہ کا سفر کرنے کی ضرورت پیش آئے تو سفر کرے کہ ایک شخص صرف ایک حدیث سننے کے لیے مدینہ منورہ سے چل کر دمشق میں صحابئ رسول حضرت ابو درداء کی خدمت میں پہنچتے ہیں۔

۲۔ طالبِ علم کے لیے جنت کی راہ آسان کردی جاتی ہے اور فرشتے اُس سے خوش ہو کر اُس کے پیروں تلے اپنا پَر بچھا دیتے ہیں۔

۳۔ طالبِ علم کو محبوبیت کا وہ مقام حاصل ہو جاتا ہے کہ زمین و آسمان کی ہر مخلوق حتیّٰ کے سمندر کی مچھلیاں بھی اُس کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہیں۔

۴۔ عالم باعمل کی فضیلت اور برتری علم سے تہی دامن عابد وزاہد پر ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر۔

۵۔ علمائے کرام انبیاء کے وارث ہیں جنھوں نے درہم و دینار کی نہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم وفکر کی میراث پائی ہے۔

****

## ③ طلبِ علمِ دین فرضِ عین ہے

③ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيرِ الْجَوْهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ. (رواه ابن ماجه)

(بحوالہ مشکوٰۃ: ۱/ ۳۴)

**ترجمہ:** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علمِ دین حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور نااہلوں اور ناقدروں کو علم سکھانا ایسا ہے جیسے سوّروں کو ہیرے موتی اور سونے کا ہار پہنانا۔

**فائدہ:** ہر مسلمان پر جس وقت جو فریضہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے عائد ہوتا ہے اُس فریضہ کا علم حاصل کرنا اس پر فرضِ عین ہے۔ اس میں کوتاہی کی تو گنہگار ہوگا۔ مثلاً بالغ ہوتے ہی

نماز کا علم حاصل کرنا اور صاحبِ نصاب ہوتے ہی زکوٰۃ کا علم حاصل کرنا فرضِ عین ہوگا۔ اِس لیے کہ اس کے بغیر وہ اس فریضہ کو صحیح طور پر انجام نہ دے سکے گا۔ البتہ تمام علومِ شرعیہ کا حاصل کرنا اور دین میں تفقہ پیدا کرنا "فرضِ کفایہ" ہے۔ یعنی ہر شہر اور ہر علاقہ میں چند ایسے افراد ہوں جو علومِ شرعیہ سے اچھی طرح واقفیت رکھتے ہوں۔ اگر پوری پوری بستی اور علاقہ میں کوئی بھی عالم دین نہ ہو تو سب گنہگار ہوں گے۔

علم کی ناقدری بڑا گناہ ہے اور علم کی ناقدری یہ ہے کہ طالبِ علم حصولِ علم میں خاطر خواہ محنت نہ کرے، اپنے علم پر عمل نہ کرے، اساتذہ کا، کتابوں کا اور وسائل علم کا ادب نہ کرے، گناہوں اور معصیتوں میں مبتلا رہے اور توبہ واستغفار نہ کرے، جاہ طلبی اور حصولِ دنیا کے لیے علم حاصل کرے وغیرہ۔ ایسے ناقدروں اور نااہلوں کو علم سکھانے کا کوئی فائدہ نہیں کہ وہ علم حاصل کرنے کے بعد بھی فسق وفجور اور دنیا طلبی میں لگے رہیں گے، جیسے خنزیر کو اگر سونے چاندی اور ہیرے موتی کے ہار بھی پہنا دیے جائیں تب بھی وہ غلاظت اور گندگی میں ہی رہنا پسند کرے گا۔

****

## ④ طالبِ علم اللہ کے راستہ میں ہوتا ہے

④ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ العِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ. (رواه الترمذی)

(بحوالہ مشکوٰۃ: ۱/ ۳۴)

**ترجمہ:** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص علمِ دین حاصل کرنے کے لیے نکلے وہ اللہ کے راستہ میں ہے جب تک واپس نہ آجائے۔

**فائدہ:** طالبِ علم جب حصولِ علم کی نیت سے اپنے گھر سے نکلتا ہے تو وہ مجاہد فی سبیل اللہ کی

طرح راہِ خدا میں شمار ہوتا ہے۔ اِس لیے کہ جس طرح ایک مجاہد اپنے ہتھیاروں کے ذریعہ کفّار ومشرکین کا مقابلہ کر کے دین اور اہلِ دین کو غالب کرنے کی کوشش کرتا ہے، اِسی طرح طالبِ علم بھی حصولِ علم کے بعد دلائل و براہین کے ذریعہ ملحدین ومنکرین کے اعتراضات واشکالات کا دندان شکن جواب دے کر اعلاء کلمۃ اللہ کی کوشش کرتا ہے۔

لہٰذا طالبِ علم کو ہر وقت اِس بات کا استحضار رکھنا چاہیئے کہ وہ راہِ خدا میں ہے یعنی محاذ پر مورچہ بند ہے۔ اب اُس کی ذمہ داریاں بھی بڑی نازک ہیں اور اُس کے درجات بھی بہت بلند ہیں۔

****

## ⑤ تحصیلِ علمِ دین کفّارہ سیّئات ہے

⑤ وَعَنْ سَخْبَرَةَ الْاَزْدِيِّ ﷛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضٰى. (رواه الترمذی والدارمی)

(بحوالہ مشکوٰۃ: ۱/ ۳۴)

**ترجمہ:** حضرت سخبرۃ ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے علمِ دین حاصل کیا، اُس کا یہ عمل اُس کے سابقہ گناہوں کا کفّارہ ہے۔

**فائدہ:** حصولِ علم کا سفر طالبِ علم کے لیے مسلسل کفّارہ سیئات کا سبب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علمِ دین کا پڑھنا پڑھانا مستقل ایک عبادت ہے، اِس لیے کہ عبادت ہی کفّارہ سیّئات ہوتی ہے۔ اب اگر طالبِ علم حصولِ علم کے ساتھ توبہ واستغفار کا بھی التزام کرلے تو اُس کے صغائر وکبائر سب معاف ہوجائیں گے۔

****

## ⑥ طالبِ علم کا منتہا جنّت ہے

⑥ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: لَنْ يَشْبَعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَيْرٍ يَسْمَعُهُ حَتّٰى يَكُونَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةُ. (رواه الترمذی)

(بحوالہ مشکوٰۃ:۱/ ۳۴)

**ترجمہ:** حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا مومن خیر کی بات سننے (یعنی علمِ دین حاصل کرنے) سے سیر ہوتا ہی نہیں یہاں تک کہ جنّت ہی اُس کی منتہا ہوتی ہے۔

**فائدہ:** یہاں "خیر" سے مراد علم ہے جیسا کہ اِس سے پہلے گزرچکا کہ علم سراپا خیر ہے۔ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ صاحبِ ایمان کا شیوہ یہ ہے کہ وہ نہ کبھی علم سے سیراب ہوتا ہے نہ کبھی حصولِ علم کا سفر ترک کرتا ہے یہاں تک کہ وہ موت کی آغوش میں پہنچ کر اپنی منزلِ مقصود جنّت کو پالیتا ہے۔ لہٰذا مومن کو زندگی بھر طالبِ علم بن کر رہنا چاہیئے۔

****

## ⑦ درس دینے والا عالم زاہدِ شب بیدار سے افضل ہے

⑦ وَعَنِ الْحَسَنِ رحمہ اللہ مُرْسَلًا قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ رَجُلَيْنِ كَانَا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَحَدُهُمَا كَانَ عَالِمًا يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ ثُمَّ يَجْلِسُ فَيُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ وَالْآخَرُ يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ

أَيُّهُمَا أَفْضَلُ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: فَضْلُ هَذَا الْعَالِمِ الَّذِي يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ ثُمَّ يَجْلِسُ فَيُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ عَلَى الْعَابِدِ الَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ. (رواه الدارمی)

(بحوالہ مشکوٰۃ: ۱/۳۶)

**ترجمہ:** حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ اُن میں سے ایک عالم تھا جو فرض نمازیں پڑھ کر لوگوں کو دین کی تعلیم دینے کے لیے بیٹھ جایا کرتا تھا اور دوسرا وہ شخص تھا جو دن میں روزے رکھتا تھا اور پوری پوری رات نفل نمازوں میں گزار دیتا تھا، ان میں سے کون شخص افضل ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اُس عالم کی فضیلت جو فرض نمازیں پڑھ کر لوگوں کو دین کی تعلیم دینے کے لیے بیٹھ جاتا ہے اُس عابد پر جو دن میں روزے رکھتا ہے اور رات بھر نمازیں پڑھتا ہے ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ مرتبہ والے شخص پر۔

**فائدہ:** قرآن وحدیث اور علمِ دین کا درس دینے والے عالم دین کی فضیلت اِس حدیث سے پورے طور پر آشکارا ہے۔ عالم دین اگر اپنے تدریسی مشاغل کی وجہ سے نفل عبادتوں کا کچھ اہتمام نہ کرنے پاتا ہو تب بھی وہ اللہ کے نزدیک اُن عابدوں اور زاہدوں سے کہیں افضل ہے جو

رات بھر نمازیں پڑھتے ہوں اور دن میں روزے رکھتے ہوں۔ یہ فیصلہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے۔

دراصل دین کی تعلیم وتدریس کا یہ عمل ہے ہی اِس قدر اعلیٰ وارفع اور مقدّس ومعظّم!

لٰہذا! اِس فریضہ کو انجام دینے والوں کی زندگیوں میں نفل عبادتوں کی کمی دیکھ کر عامّۃ الناس انھیں عابدوں اور زاہدوں سے کمتر نہ سمجھیں۔

طالبِ علم کو بھی چاہیئے کہ فراغت کے بعد درس وتدریس کے مشغلہ کو ضرور اختیار کرے، اِس لیے کہ اِس سے زیادہ مقدّس کوئی اور پیشہ نہیں اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی معلّم ومدرّس تھے۔

****

## ⑧ مخلص طالبِ علم اور انبیاء کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا

⑧ وَعَنِ الْحَسَنِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ جَاءَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لِيُحْيِيَ بِهِ الْإِسْلَامَ فَبَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّينَ دَرَجَةٌ وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ. (رواہ الدارمی)

(بحوالہ مشکوٰۃ: ۱/۳۶)

**ترجمہ:** حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اِس حال میں موت آئے کہ وہ اِس مقصد سے علمِ دین حاصل کر رہا تھا کہ اُس کے ذریعہ اسلام کو زندہ کرے گا تو جنّت میں اُس کے اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔

**فائدہ:** طالبِ علمی کے زمانہ میں وفات پانے والے شخص کے لیے اِس حدیث میں بڑی بشارت ہے بشرطیکہ حصولِ علم میں اس کی نیت خالص تھی۔ وہ غلبۂ اسلام کی نیت سے یعنی خود اپنی زندگی اور دوسروں کی زندگی میں اسلامی تعلیمات کو زندہ کرنے کی نیت سے علم حاصل کر رہا تھا، پھر اِسی حال میں اُس کی وفات ہوجاتی ہے تو وہ جنّت میں ایسے بلند و بالا اور قابلِ رشک مقام پر فائز ہوگا کہ اُس کے اور حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام کے درمیان صرف ایک درجہ یعنی درجۂ نبوّت کا فرق ہوگا۔

کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو پوری زندگی طالبِ علم بن کر گزارتے ہیں کہ جب بھی موت آئے وہ اِس بشارت کے مستحق ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو مطّلع فرمائیں کہ آج شام آپ کی وفات ہوجائے گی تو آپ اُس روز کون سا عمل کریں گے؟ ارشاد فرمایا کہ طلبِ علم کے لیے مستعد ہوجاؤں گا۔ اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کسی اور چیز کی زیادتی کی طلب کا حکم نہیں دیا سوائے علم کے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔**

****

## ⑨ عالم اور طالبِ علم اللہ کی رحمت سے قریب ہیں

**⑨ وَعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَمَلْعُوْنٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْرَ اللهِ تَعَالٰى وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا. (رواه الترمذی)**

(بحوالہ ریاض الصالحین: حدیث ۱۳۸۲)

**ترجمہ:** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا ملعون ہے اور دنیا کی تمام چیزیں بھی ملعون ہیں سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر اور اُس سے متعلق چیزیں اور عالم دین اور طالبِ علم۔

**فائدہ:** لعنت کے معنیٰ اللہ کی رحمت سے دوری کے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس پاک ارشاد سے دنیا کی حیثیت و وقعت ظاہر ہوتی ہے کہ دنیا و مافیہا جب تک دنیا ہے وہ ملعون ومطرود یعنی رحمتِ خداوندی سے دور ہے۔ البتہ دنیا کی جو چیزیں قربِ خداوندی کا ذریعہ بن جاتی ہیں وہ محبوب ومطلوب بن جاتی ہیں۔ اِس فہرست میں عالم دین اور طالبِ علم بھی ہے۔

****

## ⑩ درس وتدریس کے حلقوں کو فرشتے گھیر لیتے ہیں

⑩ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ سَلَكَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهٖ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللهِ یَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ وَیَتَدَارَسُوْنَهٗ بَیْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّكِیْنَةَ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَذَكَرَ اللهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ. (رواہ مسلم)

(بحوالہ مشکوٰۃ:۱/ ۳۲)

**ترجمہ:** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے کسی راستہ پر چلے

تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اُس کے لیے جنّت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں
اور جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر (یعنی مسجد و مدرسہ) میں جمع ہو کر
اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں اُس کو سیکھتے سکھاتے ہیں تو
اُن پر سکینت نازل ہوتی ہے، رحمتِ الٰہی اُن پر سایہ فگن ہو جاتی ہے، فرشتے
اُن کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس کے فرشتوں (ملأ اعلیٰ) کے
درمیان اُن کا ذکر فرماتے ہیں۔

**فائدہ:** کتاب اللہ کے پڑھنے پڑھانے اور سیکھنے سکھانے والی مجلسوں کے بارے میں اِس حدیث میں جو فضیلت وارد ہوئی ہے اس کے اوّلین مصداق مدارسِ دینیہ میں جاری درس و تدریس کے حلقے ہیں۔ جہاں ہر کلاس اور ہر پریڈ میں کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ ﷺ یا اِن سے متعلق علوم کے پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ طلبہ و اساتذہ مدارس دینیہ کے لیے یہ کتنی بڑی سعادت کی بات ہے کہ وہ دن کے ایک بڑے حصّہ میں سکینتِ الٰہی، رحمتِ خداوندی اور صحبتِ ملائکہ سے فیضیاب ہوتے رہتے ہیں۔ طلبہ اگر اپنے ہر تعلیمی گھنٹے اور باہمی تکرار و مذاکرہ کی ہر مجلس میں اس کا استحضار کر لیں تو علمی فیض کے ساتھ وہ روحانی فیض سے بھی بہرہ ور ہوں۔

حدیث پاک میں صراحتاً "مسجد" کا لفظ ذکر کرنے کی بجائے "فِی بَیْتٍ مِن بُیُوْتِ اللّٰہ" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اِس سے اشارہ اِس بات کی طرف ہے کہ یہ فضیلت صرف اُن ہی علمی حلقوں کے لیے نہیں ہے جو مساجد میں قائم کیے جاتے ہیں، بلکہ اُن تمام حلقوں کے لیے ہیں جو تقرب الی اللہ کی نیت سے تعمیر کی گئی کسی بھی جگہ میں قائم ہوں، جیسے مدارس، علمی مراکز، خانقاہیں اور اجتماع گاہ وغیرہ۔

****

# ⑪ درس وتدریس اور مطالعہ ومذاکرہ کی فضیلت

⑪ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷛ قَالَ تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ، خَيْرٌ مِنْ إِحْيَائِهَا. (رواه الدارمی)

(بحوالہ مشکوٰۃ:۱/۳۶)

**ترجمہ:** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات میں تھوڑی دیر علم کا پڑھنا پڑھانا رات بھر عبادت کرنے سے بہتر ہے۔

**فائدہ:** یہ حدیث بظاہر موقوف ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول اِس میں نقل کیا گیا ہے۔لیکن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہاں جو بات بیان فرمائی ہے وہ ایسی ہے کہ صحابی رسول اسے اپنی طرف سے بیان نہیں کرسکتے۔لہٰذا یقیناً یہ بات آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سن کرہی بیان کی ہے۔لہٰذا یہ حدیث حکماً مرفوع ہے۔

إِحْيَائِهَا سے مراد شب بیداری ہے یعنی پوری رات جاگ کر عبادتوں اور ریاضتوں میں مصروف رہنا۔

اِس حدیث میں بڑی بشارت ہے اُن لوگوں کے لیے جنھوں نے اپنے آپ کو علمی مشاغل سے وابستہ کررکھا ہے۔اُن کا تھوڑی دیر کا یہ مشغلہ خواہ مطالعہ ومذاکرہ کی شکل میں ہو یا درس وتدریس، تصنیف وتالیف یا تحقیق وریسرچ کی شکل میں ہو، وہ رات بھر کی نفل عبادتوں سے بہتر ہے۔کتنے خوش نصیب ہیں وہ طلبہ اور علماء جو حسب المقدور علمی مشاغل کے بعد رات میں سو رہے ہوتے ہیں لیکن اُن کا شمار شب بیداروں میں ہوتا ہے۔

اِس افضلیت اور برتری کی وجہ بالکل ظاہر ہے کہ عبادتوں اور ریاضتوں کا فائدہ آدمی کی اپنی ذات تک محدود رہتا ہے۔جب کہ علمی مشاغل کا نفع پوری امّت کو پہنچتا ہے۔

****

## ⑫ طلبہ کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وصیّت

⑫ عَنْ أَبِي هَارُونَ العَبْدِيِّ رحمۃ اللہ علیہ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يَأْتِيكُمْ رِجَالٌ مِنْ قِبَلِ المَشْرِقِ يَتَعَلَّمُونَ فَإِذَا جَاءُوكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا. قَالَ: فَكَانَ أَبُو سَعِيدٍ إِذَا رَآنَا قَالَ: مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. (رواہ الترمذی)

(بحوالہ منتخب احادیث صہ ۲۷۳)

**ترجمہ:** حضرت ابوہارون عبدی رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) سے روایت ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مشرق کی جانب سے لوگ تمھارے پاس علمِ دین سیکھنے آئیں گے،لہٰذا جب وہ تمھارے پاس آئیں تو میری وصیّت ہے کہ تم اُن کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے شاگرد ابوہارون عبدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہمیں دیکھتے تو فرماتے: خوش آمدید اُن لوگوں کو جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں وصیّت فرمائی۔

**فائدہ:** اللہ اکبر! کیا مقام ہے طالبانِ علومِ دینیہ کا کہ محسن انسانیت سرورِ کونین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اُن کے حق میں خیر کی وصیّت فرمائی ہے۔ اسلامی معاشرے کے چند خاص طبقوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خصوصیت کے ساتھ خیر کی وصیّت فرمائی ہے۔ طالبانِ علومِ دینیہ کے لیے یہ کتنی بڑی سعادت کی بات ہے کہ اُن طبقوں میں اُن کا بھی شمار ہے اور عام مسلمانوں کو یہ تاکیدی حکم دیا گیا ہے کہ وہ اِن کے ساتھ بھلائی، خیر خواہی اور ہمدردی کا معاملہ کریں۔

اِسی سے یہ بات بھی متفرّع ہوتی ہے کہ چونکہ اساتذۂ کرام ہی کا سب سے زیادہ واسطہ پڑتا ہے طلبۂ عزیز سے، اِس لیے طلبہ کے ساتھ سب سے زیادہ خیر خواہی بھی انہی کو کرنا چاہیئے۔ اصول وضابطہ، تادیب وسرزنش، سزا وعقاب سب اپنی جگہ، لیکن استاذ پر بہرصورت طلبہ کے تئیں شفقت ومحبّت اور خیر خواہی کا جذبہ غالب ہونا چاہیئے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیّت ہے۔ راویٔ حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس جب اُن کے تلامذہ (شاگرد) آتے تو انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ وصیّت یاد آجاتی اور وہ بڑھ کر شفقت بھرے انداز میں اُن کا استقبال کرتے۔

****

# ⑬ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طالبِ علم کو خوش آمدید کہنا

⑬ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ الْمُرَادِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ مُتَّكِئٌ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى بُرْدٍ لَهُ أَحْمَرَ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي جِئْتُ أَطْلُبُ الْعِلْمَ. فَقَالَ صلی اللہ علیہ وسلم: مَرْحَبًا بِطَالِبِ الْعِلْمِ، إِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ لَتَحُفُّهُ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا، ثُمَّ يَرْكَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتَّى يَبْلُغُوا السَّمَاءَ الدُّنْيَا مِنْ مُحَبَّتِهِمْ لِمَا يَطْلُبُ. (رواه الطبراني)

(بحوالہ منتخب احادیث صہ ۲۷۳)

**ترجمہ:** حضرت صفوان بن عسّال مرادی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس وقت اپنی سرخ دھاریوں والی چادر پر ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں علم حاصل کرنے آیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: طالبِ علم کو خوش آمدید ہو، طالبِ علم کو فرشتے اپنے پَروں سے گھیر لیتے ہیں اور پھر اِس کثرت سے آ کر ایک کے اوپر ایک جمع ہوتے رہتے ہیں کہ آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتے ہیں اور وہ اُس علم کی محبّت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں، جس کو یہ طالبِ علم حاصل کر رہا ہے۔

**فائدہ:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سراپا عمل تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس بات کا حکم دیتے خود بھی اُس پر عمل کرتے، بلکہ اوروں سے بڑھ کر عمل کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلبہ کے حق میں خیر کی وصیّت فرمائی تو خود بھی اُن کے ساتھ ویسا معاملہ فرمایا۔

چنانچہ حضرت صفوان بن عسّال رضی اللہ تعالٰی عنہ جب ایک طالبِ علم بن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے راحت وآرام کو تج فرما کر اُن کا پُرجوش استقبال فرمایا، قدردانی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

طلبۂ علومِ دینیہ کو اِس سے خود اپنے مقام ومرتبہ کا بھی اندازہ لگانا چاہیئے اور سمجھنا چاہیئے کہ دنیا اُن کی پذیرائی کرے یا نہ کرے، لوگ اُن کا استقبال کریں یا نہ کریں، اللہ کا رسول اُن کی پذیرائی کررہا ہے، فرشتے اُن سے اپنی محبّتوں کا اظہار کررہے ہیں، کیا یہ کم ہے؟

ع ایں سعادت بزورِ بازو نیست

کہاں ہم اور کہاں یہ نکہتِ گُل
نسیمِ صبح تیری مہربانی

****

## ⑭ حدیث پڑھنے پڑھانے والوں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا

⑭ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: نَضَّرَ اللهُ امْرَءًا سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى لَهُ مِنْ سَامِعٍ. (رواه الترمذی و ابن ماجه)

(بحوالہ مشکوٰۃ: ۱/ ۳۵)

**ترجمہ:** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ اُس شخص کو

تروتازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور پھر جیسا سنا تھا ویسا ہی دوسروں تک پہنچا دیا۔ پس کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کہ جن کو بات پہنچائی جاتی ہے تو وہ سننے والے سے زیادہ اس یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔

**فائدہ:** حدیث شریف پڑھنے پڑھانے والے اساتذہ کے لیے اِس حدیث پاک میں خاص بشارت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن کے حق میں خاص دعا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو تروتازہ رکھے، سرسبز وشاداب رکھے، ہشّاش بشّاش اورخوش وخرّم رکھے، شرورو فتن سے محفوظ رکھے "نضّر اللہ" کے مفہوم میں یہ تمام چیزیں شامل ہیں۔

اِس حدیث میں اِس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ بسا اوقات علمی اعتبار سے شاگرد اپنے استاذ سے فائق ہوسکتا ہے۔ ؎

خوش وخرّم رہے دنیا میں الٰہی وہ شخص — دِل میں رکھے جو احادیث کے دُردانوں کو
نکتہ رَس وہ نہ ہی اس کے ذریعہ ہی سے — میرے اقوال پہنچ جائیں گے فرزانوں کو

****

## ⑮ علم کا حریص کبھی سیراب نہیں ہوتا

⑮ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْهُومَانِ لَا يَشْبَعَانِ مَنْهُومٌ فِي الْعِلْمِ لَا يَشْبَعُ مِنْهُ وَمَنْهُومٌ فِي الدُّنْيَا لَا يَشْبَعُ مِنْهَا. (رواه البیهقی)

(بحوالہ مشکوۃ:۱/۳۷)

**ترجمہ:** حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو بھوکے اور حریص کبھی سیر نہیں ہوتے۔
ایک علم کا بھوکا اور حریص کہ کبھی اُس سے سیر نہیں ہوتا اور دوسرا دنیا کا بھوکا
اور حریص کہ اُس کا پیٹ دنیا سے کبھی بھرتا ہی نہیں۔

**فائدہ:** دو۲ چیزوں کے حریص ایسے ہیں کہ اُن کی حرص و طمع کبھی ختم نہیں ہوتی۔ایک دنیا کا حریص کہ جتنی بھی دنیا مل جائے،هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کی صدا بلند کرتا ہے اور دوسرے علمِ دین کا حریص کہ جس قدر علم حاصل ہوتا ہے اتنی ہی اُس کی لالچ اور طمع بڑھتی جاتی ہے۔ یہ اِس وجہ سے بھی کہ عالم کو جتنا علم حاصل ہوتا اتنا ہی اُس کو اپنے جہل کا ادراک ہوتا ہے۔جب کوئی نئی بات اُسے معلوم ہوتی ہے تو اُس کا جہل اُس کے سامنے آجاتا ہے اور وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ میں اب تک اِس بات کو نہیں جانتا تھا تو نہ جانے کتنی ایسی باتیں ہوں گی جن کو میں نہیں جانتا۔پس اُس کی طمع بڑھتی رہتی ہے۔

البتہ یہ دونوں حریص برابر نہیں۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ علمِ دین کا حریص اپنے حرص کی بدولت اللہ کی رضا اور خوشنودی میں بڑھتا جاتا ہے۔جب کہ دنیا کا حریص اللہ سے سرکشی اور بغاوت میں بڑھتا جاتا ہے۔

چنانچہ دنیاوی چیزوں میں حرص و طمع امرِ قبیح و شنیع ہے۔جب کہ دینی علوم میں حرص و طمع مطلوب و محمود ہے۔خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سکھلایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پروردگار سے علم میں زیادتی طلب کریں،قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔(القرآن)

اِس لیے طالبِ علم کو چاہیئے کہ علم کے کسی درجہ پر بھی قناعت نہ کرے۔بلکہ بلند سے بلند تر مقام تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہے، ؎

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کرگیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی تھا

****

# ⑯ طالبِ علم کی محنت رائیگاں نہیں جاتی

⑯ عَنْ وَاثِلَةِ بْنِ الْأَسْقَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ فَأَدْرَكَهُ كَانَ لَهُ كِفْلَانِ مِنَ الْأَجْرِ فَإِنْ لَمْ يُدْرِكْهُ كَانَ لَهُ كِفْلٌ مِنَ الْأَجْرِ. (رواه الدارمی)

(بحوالہ مشکوٰۃ: ١/٣٦)

**ترجمہ:** حضرت واثلہ ابن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص طلبِ علم میں لگا اور پھر اس نے علم حاصل کرلیا تو اُس کو دوہرا اجر ملے گا اور اگر وہ علم حاصل نہ کرسکا تو اُس کو ایک اجر ملے گا۔

**فائدہ:** طالبِ علم کو کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر حسب المقدور محنت ومشقت کے باوجود وہ مطلوبہ درجہ کا علم حاصل نہیں کرنے پاتا ہے تب بھی وہ کامیاب وفائز المرام ہے کہ محنتیں رائیگاں نہیں گئیں۔ ایک درجہ اجر وثواب تو اس پر ملنا ہی ملنا ہے اور اگر مطلوبہ درجہ کا علم اُسے حاصل ہوجاتا ہے تو کیا کہنے! دوہرا اجر ہے، نورٌ علیٰ نور ہے۔ گویا طالبِ علم حقیقتاً کبھی ناکام ونامراد نہیں ہوتا۔

****

# ⑰ اخلاصِ نیّت کے بغیر تحصیل علم کا انجام تباہی ہے

⑰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعْمَتَهُ

فَعَرَفَهَافَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ قَاتَلْتُ فِيكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُّ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ جَرِيْءٌ، فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ وَقَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَأُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ، وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَأْتُ فِيْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ، فَأُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَّادٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ. (رواہ مسلم)

(بحوالہ مشکوٰۃ: ۱/ ۳۳)

**ترجمہ:** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے پہلا شخص جس کے خلاف قیامت کے دن دوزخ میں ڈالے جانے کا فیصلہ ہوگا وہ ایک ایسا آدمی ہوگا جو (میدانِ جہاد) میں شہید کیا گیا ہوگا۔ چنانچہ اُس کو لایا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ اُس کو بتلائیں گے کہ میں نے تجھے کیا کیا نعمتیں دی تھیں، وہ اُن سب کا اقرار کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس سے پوچھیں گے، بتا! ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟

وہ کہے گا میں نے آپ کی راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے جھوٹ کہا، تو نے جہاد اس نیت سے کیا تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں سو کہا جا چکا۔ پھر اس کے بارے میں اللہ کا حکم ہوگا اور وہ اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنّم میں ڈال دیا جائے گا۔

اور دوسرا وہ شخص ہوگا جس نے علمِ دین حاصل کیا ہوگا اور دوسروں کو اس کی تعلیم بھی دی ہوگی اور قرآن بھی خوب پڑھا ہوگا۔ چنانچہ اس کو لایا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس کو بھی اپنی بخشی ہوئی نعمتیں یاد دلائیں گے، وہ ان سب کا اقرار کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے، بتا! تو نے میری ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے آپ کی رضا کے لیے علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھایا اور آپ ہی کی رضا کے لیے قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے یہ بات جھوٹ کہی، تو نے علم اس لیے حاصل کیا تھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور تو نے قرآن اس لیے پڑھا تھا کہ تجھے قاری کہا جائے سو کہا جا چکا۔ پھر اس کے بارے میں بھی اللہ کا حکم ہوگا اور اسے اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنّم میں ڈال دیا جائے گا۔

اور تیسرا وہ شخص ہوگا جس کو اللہ نے دنیا میں بڑی فراخی دی ہوگی اور ہر طرح کا مال اسے عطا فرمایا ہوگا۔ چنانچہ اس کو بھی لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو بھی اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے، وہ ان سب کا اقرار کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس سے بھی پوچھیں گے کہ تو نے میری ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ وہ عرض کرے گا جن جن کاموں میں خرچ کرنا آپ کو پسند ہے میں نے آپ کا دیا

ہوا مال ان سب کاموں میں آپ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ
فرمائیں گے کہ تو نے جھوٹ کہا، تو نے یہ سب کچھ اس لیے کیا تھا کہ لوگ
تجھے سخی کہیں سو کہا جا چکا۔ پھر اس کے بارے میں بھی اللہ کا حکم ہوگا اور وہ بھی
اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنّم میں ڈال دیا جائے گا۔

**فائدہ:** العظمۃ للہ! کس قدر لرزا دینے والی ہے یہ حدیث! اِسی کی بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اِس حدیث کو بیان کرتے وقت کبھی کبھی بے ہوش ہو جاتے تھے۔ اِسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ اُن کے سامنے یہ حدیث بیان کی گئی تو وہ بہت روئے اور روتے روتے بے حال ہو گئے۔

اِس حدیث میں جن تین اعمال کا ذکر ہے، ① راہِ خدا میں جہاد اور شہادت، ② علمِ دین کا سیکھنا سکھانا اور قرآن میں مشغولیت، ③ نیک کاموں میں مال خرچ کرنا۔ ظاہر ہے کہ یہ تینوں کام اعلیٰ درجہ کے اعمالِ صالحہ میں سے ہیں اور اگر اخلاص کے ساتھ یہ عمل ہوں تو پھر اُن کا صلہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنّت کے اعلیٰ درجات ہیں۔ لیکن یہی اعمال جب دکھاوے اور شہرت کے لیے یا اِسی قسم کے دوسرے دنیوی مقاصد کے لیے کیے جائیں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ اِس درجہ کے گناہ ہیں کہ دوسرے سب گنہگاروں (چوروں، ڈاکوؤں، اور زناکاروں) سے بھی پہلے جہنّم کا فیصلہ ان ہی کے لیے کیا جائے گا اور یہی لوگ سب سے پہلے جہنّم میں جھونکے جائیں گے۔

****

## ⑱ علم کے ذریعہ شہرت کا طالب جہنّمی ہے

⑱ وَ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَآءَ أَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ أَوْ يَصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ. (رواه الترمذی)

(بحوالہ مشکوٰۃ:۱/ ۳۴)

**ترجمہ:** حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اِس مقصد سے علم حاصل کیا کہ علمائے دین کا مقابلہ کرے یا بے وقوفوں سے بحث اور جھگڑا کرے یا اِس کے ذریعہ لوگوں کو اپنی شخصیت کی طرف متوجہ کرے تو اُس شخص کو اللہ تعالیٰ جہنم میں داخل فرمائیں گے۔

**فائدہ:** شیطان کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ کارہائے خیر سے متعلّق انسانوں کے دلوں میں مختلف فاسد نیّتیں داخل کر دے، تاکہ اُن کارہائے خیر کا ثواب جاتا رہے، بلکہ الٹا وہ چیزیں آدمی کے لیے باعثِ وبال ہوجائیں۔ چنانچہ حصولِ علم سے متعلّق بھی شیطان دل میں مختلف قسم کی فاسد نیّتیں داخل کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ حصولِ علم کا ثواب جاتا رہے۔

چنانچہ تحصیل علم کے دوران یہ فاسد خیال دل میں آسکتا ہے کہ ہم علم حاصل کر کے علمائے دین سے مناظرہ ومباحثہ کر کے اُن پر برتری ثابت کریں گے یا نادانوں اور جاہلوں پر اپنے علم کا رُعب قائم کریں گے یا لوگوں کو اپنا مُرید بنائیں گے۔ سینکڑوں اور ہزاروں لوگ ہمارے پیچھے چلنے والے ہوں گے۔ شہرت ومقبولیت حاصل کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے واضح فرما دیا کہ اِس طرح کی کسی بھی فاسد نیّت سے علم حاصل کیا جائے گا تو یہ عمل آدمی کو جہنّم میں

پہنچادے گا۔

اِس لیے طالبِ علم اور اصحابِ علم کو ہر وقت اپنے قلب کا جائزہ لیتے رہنا چاہیئے کہ کہیں اِس طرح کی کوئی فاسد نیّت اُن کے دل کے کسی گوشہ میں چھپی تو نہیں ہے۔ اگر ہے تو فوراً استغفار کریں، تائب ہوجائیں اور اپنے قلب کا تصفیہ کرکے نیّتیں درست کرلیں۔

****

## ⑲ اخلاص کے بغیر طالبِ علم جنّت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا

⑲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغٰى بِهِ وَجْهُ اللهِ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي رِيحَهَا. (رواه احمد وابوداؤد وابن ماجه)

(بحوالہ مشکوۃ: ١/ ٣٤)

**ترجمہ:** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے صرف دنیوی منافع کے لیے اُس علم کو حاصل کیا جس کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کی جاتی ہے، وہ شخص قیامت کے دن جنّت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا۔

**فائدہ:** اِس حدیث سے ایک بات تو واضح ہوگئی کہ علمِ دین ہے ہی ایسی دولت کہ جس کو صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے حاصل کرنا چاہیئے۔

دوسرے یہ کہ درہم ودینار کا غلام بن کر آدمی اگر صرف دنیا کی چند کوڑیوں کی لالچ میں علم

حاصل کرے اور پھر اِس علم کو دنیوی منافع کی خاطر بیچتا پھرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اُس کو جنّت کی خوشبو بھی نہ مل سکے گی اور جب جنّت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا تو جنّت میں داخل ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

اِس میں سخت مذمّت ہے مال کے حریص دنیادار علماء کی۔

****

## ⑳ بدنیّت طالبِ علم اپنا ٹھکانہ جہنّم میں بنالے

⑳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِغَيْرِ اللّٰهِ أَوْ أَرَادَ بِهِ غَيْرَ اللّٰهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. (رواه الترمذی)

(بحوالہ معارف الحدیث: ۸ / ۵۱)

**ترجمہ:** حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جس شخص نے غیر اللہ کے لیے علم حاصل کیا اور اُس کے ذریعہ غیر اللہ کو چاہا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنّم میں بنالے۔

**فائدہ:** اخلاصِ نیّت کب ضروری نہیں اور فسادِ نیّت کس کے لیے موجبِ دخولِ جہنّم نہیں؟

طالبِ علم کو چاہیئے کہ حصولِ علم کے اِس سفر میں بہر صورت رضائے الٰہی کو مقدّم رکھے اور اللہ ہی کو اپنا مقصود و مطلوب جانے۔

****

## (۲۱) علم کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ "نسیان" ہے

(۲۱) وَعَنِ الْأَعْمَشِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اٰفَةُ الْعِلْمِ النِّسْيَانُ وَإِضَاعَتُهُ أَنْ تُحَدِّثَ بِهِ غَيْرَ أَهْلِهِ. (رواہ الدارمی مرسلًا)

(بحوالہ مشکوۃ: ۱/ ۳۷)

**ترجمہ:** حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علم کی راہ میں سب سے بڑی مصیبت نسیان (یعنی بھول جانا) ہے اور اِس کا ضائع کرنا یہ ہے کہ تم اُس کو نااہل کے سامنے بیان کرو۔

**فائدہ:** ہر چیز کے حصول اور اُس کی بقا کے لیے کوئی نہ کوئی خاص رکاوٹ ہوتی ہے۔ جو ایک مصیبت بن جاتی ہے اور جب تک اُس رکاوٹ کو زائل کرکے اُس مصیبت سے چھٹکارا نہ حاصل کیا جائے وہ چیز نہ حاصل ہوسکتی ہے نہ اُس کا تحفظ ممکن ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ علم جیسی عظیم الشان نعمت کے حصول و بقا کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ و مصیبت "نسیان" یعنی بھول جانا ہے۔ انسان بڑی محنت و مشقت او جانفشانی سے علم حاصل کرے اور پھر اُسے بھول جائے، یہ اُس کے لیے بڑے نقصان اور خسارے کی بات ہے کہ ساری محنت پر پانی پھر گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راہِ علم کی اِس آفت و مصیبت کی نشاندہی فرما کر دراصل طالبین علم کو یہ پیغام دیا ہے کہ وہ اِن چیزوں اور خصلتوں سے اجتناب کریں جو موجبِ نسیان ہیں۔ تاکہ علم سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور پہنچایا جاسکے۔

نسیان پیدا کرنے والی سب سے بڑی چیز معصیت اور گناہ ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا

مشہور شعر ہے: ع

شَكَوْتُ إِلٰى وَقِيْعٍ سُوْءَ حِفْظِيْ فَأَوْصَانِيْ إِلٰى تَرْكِ الْمَعَاصِيْ

فَإِنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِّنْ إِلٰهِيْ وَنُوْرُ اللّٰهِ لَا يُعْطٰى لِعَاصٍ

**ترجمہ:** میں نے اپنے استاذ امام وقیع سے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی تو اُنھوں نے مجھے گناہوں کے چھوڑنے کی وصیت کی، اس لیے کہ علم اللہ کا نور ہے اور نورِ الٰہی کسی گنہگار کو نہیں دیا جاتا۔

لہٰذا طالبِ علم کو چاہیئے کہ صغائر و کبائر سے اجتناب کرے اور سرزد ہو جانے پر فوراً صدقِ دل سے توبہ کرلے۔

****

## (۲۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر کی مجلس پر علم کی مجلس کو اور ذاکرین کی صحبت پر اہلِ علم کی صحبت کو ترجیح دی

(۲۲) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِيْ مَسْجِدِهٖ فَقَالَ كِلَاهُمَا عَلٰى خَيْرٍ وَأَحَدُهُمَا أَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهٖ أَمَّا هٰؤُلَآءِ فَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَيَرْغَبُوْنَ إِلَيْهِ فَإِنْ شَآءَ أَعْطَاهُمْ وَإِنْ شَآءَ مَنَعَهُمْ وَأَمَّا هٰؤُلَآءِ فَيَتَعَلَّمُوْنَ الْفِقْهَ وَالْعِلْمَ وَيُعَلِّمُوْنَ الْجَاهِلَ فَهُمْ أَفْضَلُ وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا قَالَ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِمْ. (رواہ الدارمی)

(بحوالہ مشکوٰۃ: ۱/ ۳۶)

**ترجمہ:** حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مسجدِ نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام میں دو مجلسوں پر گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دونوں مجلسوں میں خیر ہے۔ البتہ اُن میں سے ایک مجلس دوسری مجلس سے افضل ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ذاکرین کی مجلس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اِس مجلس کے لوگ اللہ کے ذکر اور دعا میں مشغول ہیں اور اُس کی طرف لو لگائے ہوئے ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اِن کو عطا فرمائے نہ چاہے تو محروم رکھے۔ (پھر اہلِ علم کی مجلس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) اور جہاں تک اِن لوگوں کا معاملہ ہے تو یہ علمِ دین سیکھ رہے ہیں اور جاہلوں کو سکھلا رہے ہیں۔ لہٰذا یہ اُن ذاکرین سے افضل ہیں اور میں بھی معلّم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِن کے ساتھ بیٹھ گئے۔

**فائدہ:** ذکر کے مقابلہ میں علم اور ذاکرین کے مقابلہ میں اہلِ علم کی برتری اور افضلیت اِس حدیث سے ظاہر ہے۔

****

## ۲۳ علم میں زیادتی، عبادت میں زیادتی سے بہتر ہے

۲۳ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَوْحَى إِلَيَّ أَنَّهُ مَنْ سَلَكَ مَسْلَكًا فِي طَلَبِ الْعِلْمِ سَهَّلْتُ لَهُ طَرِيقَ الْجَنَّةِ وَمَنْ سَلَبْتُ كَرِيمَتَيْهِ أَثَبْتُهُ عَلَيْهِمَا الْجَنَّةَ وَفَضْلٌ

فِي عِلْمٍ خَيْرٌ مِنْ فَضْلٍ فِي عِبَادَةٍ وَمِلَاكُ الدِّينِ الْوَرَعُ. (رواه البیھقی فی شعب الایمان)

(بحوالہ مشکوٰۃ:۱/۳۶)

**ترجمہ:** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ عزّوجلّ نے میری طرف وحی کی کہ جو شخص علمِ دین کی طلب میں کوئی راستہ طے کرے گا، میں اُس کے لیے جنّت کا راستہ آسان کردوں گا اور جس شخص کی دونوں آنکھوں (کی بینائی) کو میں سلب کرلوں (اور وہ اس پر صبر کرے) تو ان دونوں آنکھوں کے عوض میں اُسے جنّت دوں گا اور علم میں زیادتی عبادت میں زیادتی سے بہتر ہے۔

**فائدہ:** یہاں طلبِ علم کی فضیلت کو بیان کرنے کے ساتھ ہی آنکھوں کی بینائی کے سلب کرلیے جانے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنّت کی بشارت کا ذکر اِس مناسبت سے ہے کہ زیادتی علم کا جذبہ صادق کثرتِ مطالعہ کا متقاضی ہے، جس میں بینائی کے کمزور ہونے یا سلب ہوجانے کا خدشہ ہوتا ہے۔ گویا اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ طالبِ علم کو اِس کثرت سے مطالعہ کرنا چاہیے کہ اگر اُس کی بینائی پر بھی اثر پڑے تو اس کی پرواہ نہ کرے، اللہ اُس کا بہترین بدلہ بشکل جنّت اُسے عطا فرمائیں گے۔

تاریخِ اسلام میں ایسے باکمال علماء کی ایک طویل فہرست ہے جنھوں نے حصولِ علم اور کثرتِ مطالعہ کی راہ میں اپنی بینائی بھی گنوا دی۔ مفکرِ اسلام حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی

ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے چودہ سال ایسے گزرے ہیں کہ بینائی میں اس قدر ضعف تھا کہ براہِ راست نہ کچھ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے۔ اِس عالَم میں بھی تصنیف وتالیف، وعظ وتلقین اور مقالات لکھوانے کا سلسلہ جاری تھا۔

****

# (۲۴) تحصیلِ علمِ دین کثرتِ نوافل سے بہتر ہے

(۲۴) عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: یَا أَبَا ذَرٍّ! لَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ اٰیَةً مِنْ کِتَابِ اللهِ خَیْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تُصَلِّیَ مِائَةَ رَکْعَةٍ، وَلَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ عُمِلَ بِهٖ أَوْ لَمْ یُعْمَلْ خَیْرٌ مِنْ أَنْ تُصَلِّیَ أَلْفَ رَکْعَةٍ. (رواہ ابن ماجہ)

(بحوالہ منتخب احادیث صـ ۲۶۹)

**ترجمہ:** حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! اگر تم صبح جا کر ایک آیت کلام اللہ شریف کی سیکھ لو تو سو (۱۰۰) رکعات نفل نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اگر تم علم کا ایک باب سیکھ لو خواہ اُس پر عمل ہو یا نہ ہو تو ہزار رکعات (۱۰۰۰) نفل نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

**فائدہ:** علمِ دین حاصل کرنے کا اجر وثواب نفل عبادتوں کے انجام دینے سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ مضمون متعدّد احادیث میں گزر چکا۔ یہاں ایک خاص مضمون کا اضافہ ہے، وہ یہ کہ اگر علم پر عمل کرنے کا موقع نہ بھی ملے تب بھی اس علم کا حصول سینکڑوں رکعات نمازِ نفل سے افضل ہے۔

اِس لیے کہ علم بذاتِ خود بھی مقصود ہے۔ بہت لوگ بڑی بے باکی سے کہہ دیتے ہیں کہ طلبہ کو حیض ونفاس کے مسائل پڑھا کر کیا حاصل، غلام اور باندیوں کے مسائل پڑھا کر کیا حاصل، فی الحال جہادِ شرعی کے مواقع نہیں تو ابوابِ جہاد پڑھا کر کیا حاصل وغیرہ وغیرہ۔

تو یاد رکھنا چاہیئے کہ علم بذاتِ خود بھی مقصود۔ محض اُس کے حصول پر مستقل اجر وثواب ہے، اگرچہ اُس پر عمل نہ کیا جاسکے، عمل کر لینے کے بعد اجر وثواب مزید برآں ہوگا۔

****

## ⑳ علمِ دین تمام علوم سے افضل ہے

⑳ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَلْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ، اٰيَةٌ مُحْكَمَةٌ أَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ أَوْ فَرِيضَةٌ عَادِلَةٌ وَمَا كَانَ سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ. (رواه ابوداؤد وابن ماجه)

(بحوالہ مشکوٰۃ: ۱/ ۳۵)

**ترجمہ:** حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علم حقیقتاً تین چیزوں کا نام ہے: آیتِ محکمہ، سنّتِ قائمہ اور فریضۂ عادلہ اور اِس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ زائد ہے۔

**فائدہ:** آیتِ محکمہ سے مراد قرآن مجید ہے۔ سنّتِ قائمہ سے مراد احادیثِ نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام ہیں اور فریضۂ عادلہ سے مراد اجماع وقیاس ہیں۔ اِس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جس چیز کو "العلم" قرار دیا، اس میں چاروں مصادرِ شرعیہ آگئے۔ علمِ دین کی ساری عمارت اِن ہی ستونوں پر قائم ہے۔ لہٰذا جس شخص نے اِن چیزوں کو سیکھ لیا اُس نے حقیقتاً علم حاصل کیا۔ اِن

کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں وہ زائد اور غیر مقصود ہیں۔ معلوم ہوا کہ علمِ دین ہی حقیقتاً علم ہے۔
لہٰذا! علمِ دین کے طالب ہی حقیقی طالبِ علم اور علمِ دین کے حامل ہی حقیقی عالم ہیں۔

****

## ⑳ علمِ دین کے ذریعہ فطری صلاحیتیں نکھر آتی ہیں

⑳ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا. (رواہ مسلم)

(بحوالہ مشکوٰۃ: ۱/ ۳۲)

**ترجمہ:** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگ "کان" کے مانند ہیں جیسے سونے اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں۔ اُن میں جو لوگ زمانۂ جاہلیت میں اچھے اور بہتر تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی اُن میں کے اچھے اور بہتر ہی ہوں گے بشرطیکہ وہ دین کا علم حاصل کریں۔

**فائدہ:** انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے اندر فطری طور پر گوناگوں صلاحیتیں ودیعت فرمائی ہیں، جو عموماً مخفی اور پوشیدہ ہوتی ہیں۔ اگر اُن پر صحیح ڈھنگ سے محنت کی جائے اور اُن کو صحیح رخ دیا جائے تو انسان محیّر العقول کارنامے انجام دے کر قابلِ صد رشک بن جاتا ہے۔ اِس حقیقت کو بیان کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانوں کو معدنیات کی

کان سے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح مٹی کے تودوں میں سونے، چاندی اور مختلف دھاتوں کے ذرّات پوشیدہ ہوتے ہیں، اگر اُس مٹی پر صحیح ڈھنگ سے محنت کی جائے تو اُس سے خالص سونا چاندی اور مختلف دھاتیں برآمد کی جاسکتی ہیں۔

اِسی طرح جو لوگ جاہلیت کی زندگی گزار رہے ہوں لیکن اُن میں فطری صلاحیتیں اور ہنر مندی بدرجۂ اتم و دیعت کی گئی ہیں اگر اُن پر صحیح ڈھنگ سے محنت کی جائے اور وہ کفر و شرک کو ترک کر کے اسلام کی آغوش میں آجائیں تو اُن کی فطری صلاحیتیں نہ ختم ہوں گی نہ ماند پڑے گی، بلکہ اُن میں مزید نکھار پیدا ہو جائے گا اگر وہ علمِ دین میں رسوخ پیدا کرلیں۔ گویا علمِ دین حاصل کرنے سے انسان کی فطری صلاحیتوں میں چار چاند لگ جاتا ہے اور وہ اوجِ کمال تک پہنچ جاتا ہے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ علمِ دین کی یہ خاصیت ہے کہ وہ انسان کی دیگر صلاحیتوں اور خوبیوں کو بھی جِلا بخشتا ہے۔

****

## ㉗ علمی خدمات صدقۂ جاریہ ہیں

㉗ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ. (رواہ مسلم)

(بحوالہ مشکوٰۃ: ۱/ ۳۲)

**ترجمہ:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے

رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اُس کے عمل کے ثواب کا سلسلہ اُس سے منقطع ہوجاتا ہے سوائے تین چیزوں کے۔ وہ تین ۳ چیزیں یہ ہیں: صدقۂ جاریہ، وہ علم کہ جس سے فائدہ اٹھایا جائے اور نیک اولاد کے جو اُس کے لیے دعا کرے۔ (اِن چیزوں کا ثواب آدمی کو مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے)

**فائدہ:** اِس دنیا سے وفات پاجانے کے بعد بھی جن اعمال کا اجر وثواب آدمی کو ملتا رہتا ہے اُن میں آپ ﷺ نے **عِلْمٌ یُنْتَفَعُ بِهٖ** کو بھی بیان فرمایا۔ جس سے مراد دینی علوم سے متعلق وہ تمام خدمات ہیں جن سے بندگانِ خدا کو نفع پہنچے۔ جیسے تصنیف وتالیف، درس تدریس، تحقیق وریسرچ، مضمون نویسی ومقالہ نگاری، دینی کتابوں کی نشرواشاعت وغیرہ وغیرہ۔

سبحان اللہ! اُن علمائے دین کے کیا مقام ومرتبہ ہوں گے اور اُن کے حسنات میں کس قدر اضافہ ہوتا ہوگا جنھوں نے اپنی زندگیاں علمی خدمات کے لیے وقف کررکھی تھیں۔ جن کی تصنیف کردہ کتابیں ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں شائع ہورہی ہیں۔ جابجا پڑھی اور پڑھائی جارہی ہیں اور ایک خلق کثیر اُن سے فائدہ اٹھارہی ہے۔ اللہ کرے کہ ہمارے اور آپ کے ذریعہ بھی کوئی ایسی علمی خدمت انجام پاجائے کہ ہم اپنی قبروں میں آرام سے ہوں اور روزآنہ اجر وثواب کا ایک بڑا ذخیرہ ہمارے نامۂ اعمال میں شامل ہوتا رہے، وما توفیقنا إلّا باللہ۔

****

# ۲۸ امّت تک چالیس۴۰ حدیثیں پہنچانے کی فضیلت

۲۸ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا حَدُّ الْعِلْمِ إِذَا بلغهُ الرَّجُلُ كَانَ فَقِيهًا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ حَفِظَ عَلٰى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِيهًا وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيدًا. (رواه البيهقي)

(بحوالہ مشکوٰۃ:۱/۳۶)

**ترجمہ:** حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ علم کی وہ کون سی حد ہے کہ جس تک پہنچنے سے آدمی فقیہ ہو جاتا ہے؟ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میری امّت تک دینی امور سے متعلق چالیس (۴۰) احادیث پہنچائے تو اللہ تعالیٰ آخرت میں اُسے فقیہ کی حیثیت سے اٹھائیں گے اور میں اُس کے لیے قیامت کے دن سفارشی اور گواہ ہوں گا۔

**فائدہ:** اِسی بشارت کے پیشِ نظر علمائے امّت کی ایک بڑی تعداد نے ہر زمانے میں مختلف انداز سے چالیس (۴۰) احادیث کے جمع کرنے اور امت تک اُن کو پہنچانے کی سعی کی ہے۔ اللہ کرے کہ زیرِ نظر مجموعہ چہل حدیث کے باعث راقم الحروف کا شمار بھی اُن ہی لوگوں میں ہو جائے، گو کہ اپنی نااہلی کے سبب اِس کا مستحق نہیں، لیکن وہ کریم آقا اتنا مشفق و مہربان ہے کہ کھرے سکّوں کے ساتھ کھوٹا سکّہ بھی قبول کر لیتا ہے۔

اگر چالیس (۴۰) احادیث کی حفاظت و اشاعت پر یہ وعدہ ہے تو جن محدّثین نے

ہزاروں اور لاکھوں احادیث کی حفاظت واشاعت کی خدمت انجام دی اُن کا کیا مقام ومرتبہ ہوگا۔

****

## ㉙ عالم دین تنِ تنہا ایک امّت کے برابر ہے

㉙ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: هَلْ تَدْرُونَ مَنْ أَجْوَدُ جُوْدًا؟ قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: اَللّٰهُ أَجْوَدُ جُوْدًا، ثُمَّ أَنَا أَجْوَدُ بَنِي آدَمَ وَأَجْوَدُهُمْ مِنْ بَعْدِي رَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا فَنَشَرَهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمِيرًا وَحْدَهُ أَوْ قَالَ أُمَّةً وَاحِدَةً. (رواه البيهقي)

(بحوالہ مشکوٰۃ: ۱/ ۳۷)

**ترجمہ:** حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو سب سے بڑا سخی کون ہے؟ حضراتِ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اور اُس کے رسول ہی بہتر جانیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بڑے سخی اللہ تبارک وتعالیٰ ہیں پھر سارے انسانوں میں سب سے زیادہ سخی میں ہوں اور میرے بعد لوگوں میں زیادہ سخی وہ شخص ہے جس نے دین کا علم حاصل کیا اور پھر اُس کو لوگوں میں پھیلایا۔ قیامت کے دن ایسا شخص تنہا ایک امیر بن کر آئے گا یا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ایک امت بن کر آئے گا۔

**فائدہ:** سخاوت صرف روپے پیسے اور دولت لٹانے کا نام نہیں ہے، بلکہ اپنے علم کو لوگوں میں بانٹنا بھی سخاوت وفیاضی ہے۔ بلکہ یہ بڑی سخاوت ہے۔ چنانچہ لاکھوں اور کروڑوں روپے راہِ خدا میں خرچ کرنے والے کے مقابلہ میں وہ عالم دین زیادہ سخی ہے جس نے علمِ دین حاصل کر کے اُس کو لوگوں میں عام کیا۔ کل قیامت کے دن اُس کی حیثیت مقتدیٰ اور پیشوا کی ہوگی اور جن جن لوگوں نے اُس سے فیض حاصل کیا ہوگا وہ سب اُس کی اقتداء میں ہوں گے۔

****

## ۳۰ عالم شیطان کے بہکاوے میں جلدی نہیں آتا

۳۰ وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ. (رواه الترمذی)

(بحوالہ مشکوٰۃ: ۱/ ۳۴)

**ترجمہ:** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

**فائدہ:** علمِ دین کے حصول کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ آدمی شیطان کے مکر وفریب سے بڑی حد تک محفوظ ہو جاتا ہے۔ شیطان ایک عالم دین اور فقیہ کو جلدی بہکانے نہیں پاتا، اِس لیے کہ

وہ شیطان کی چالوں اور اُس کے گمراہ کرنے کے طریقوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔ چنانچہ جب شیطان اُس کے ساتھ کوئی داؤ چلتا ہے تو عالم دین اپنے علم کی روشنی میں اُس کا تدارُک کرلیتا ہے۔جب کہ عابدعلم سے تہی دامن ہونے کی وجہ سے اُس کے جال میں پھنس جاتا ہے۔ چنانچہ شیطان کے لیے ایسے ہزاروں عابدوں کو گمراہ کرنا ایک عالم وفقیہ کے گمراہ کرنے کے مقابلہ میں آسان ہوتا ہے۔

اِس سے عالم کی فضیلت بھی عابد پر ثابت ہوتی ہے۔

****

## (۳۱) ہر زمانہ میں علمائے حق رہیں گے

(۳۱) وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْعَذَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عَدُوْلُهٗ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَتَأْوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ. (رواہ البیہقی مرسلًا)

(بحوالہ مشکوٰۃ:۱/۳۶)

**ترجمہ:** حضرت ابراھیم بن عبد الرحمٰن عذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اِس علمِ دین کے حامل آئندہ آنے والی ہر نسل میں سے اُن کے اچھے لوگ ہوں گے جو غلو کرنے والوں کی تحریفات کو اِس سے مٹائیں گے، غلط کاروں کی غلطیوں کو

رفع کریں گے اور جاہلوں کی تاویلوں کا رد کریں گے۔

**فائدہ:** اللہ تعالیٰ کو اپنا دین بے پناہ عزیز ہے۔ وہ اِس کی حفاظت وصیانت کے لیے ہر دور میں ایسے علمائے حق کو پیدا کرتا رہے گا جو دین میں تحریف کرنے والوں، کج روی اختیار کرنے والوں اور من گھڑت تاویلات کرنے والوں کا ابطال کر کے دین کو اپنی اصلی شکل میں باقی رکھیں گے۔

یہ اہلِ علم کے لیے کتنے بڑے شرف اور اعزاز کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن سے اپنے دین کی حفاظت کا کام لیتا ہے۔ اِس سے علماء کی ذمہ داری بھی معلوم ہوئی کہ جب بھی گمراہی کا کوئی دروازہ کھلے، اُس کے انسداد کے لیے اُن کو میدان میں آنا ہوگا۔

****

## ۳۲ عالم دین اپنے وقار کو بحال رکھے

۳۲ **وَعَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: نِعْمَ الرَّجُلُ الْفَقِيْهُ فِي الدِّيْنِ اِنْ اُحْتِيْجَ اِلَيْهِ نَفَعَ وَاِنِ اسْتُغْنِيَ عَنْهُ أَغْنٰى نَفْسَهٗ. (رواه رزين)**

(بحوالہ مشکوٰۃ: ۱/ ۳۶)

**ترجمہ:** حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا ہی بہتر ہے وہ شخص جو دین میں سمجھ رکھتا ہے۔ اگر اُس کے پاس کوئی حاجت لائی جائے تو وہ نفع پہنچاتا

ہے اور اگر اُس سے بے پروائی برتی گئی تو وہ اپنے آپ کو بے نیاز کرلیتا ہے۔

**فائدہ:** عالم دین کی اصل شان یہی ہے کہ لوگ اپنی ضرورت لے کر اُس کے پاس آئیں۔ وہ اپنی ضرورتیں لے کر لوگوں کے پاس نہ جائے۔ وہ ہمیشہ اپنے وقار کو ملحوظ رکھے۔ وہ لوگوں کی دینی ضرورت کو بھی پورا کرے اور حسب المقدور دنیاوی ضرورت کو بھی پورا کرے۔ اِس اعتبار سے لوگوں سے ملتا جلتا رہے۔ لیکن اگر کسی وجہ سے لوگ اُس سے بے نیازی برتیں اور اپنے آپ کو اُس کی رہنمائی کا محتاج نہ سمجھیں تو وہ اپنے آپ کو اُن کے سامنے گرا کر اپنے کو ذلیل نہ کرے، بلکہ خود بھی اُن سے بے نیازی برتے اور اپنے کام میں محو و مستغرق رہے۔

****

## (۳۳) عالم اگر با عمل اور معلّم ہو تو قابلِ صد رشک ہے

(۳۳) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لاَ حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا. (متفق عليه)

(بحوالہ مشکوٰۃ: ۱/ ۳۲)

**ترجمہ:** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو لوگوں کے علاوہ کسی سے حسد جائز نہیں (یعنی دو لوگ بڑے قابل رشک ہیں) ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا ہو اور پھر اُس کو حق کی راہ میں خرچ

کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور دوسرا وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علمِ دین عطا کیا ہو اور وہ اُس کے مطابق زندگی گزارتا ہو اور دوسروں کو بھی علمِ دین سکھاتا ہو۔

**فائدہ:** "حسد" کہتے ہیں کسی کے حق میں زوالِ نعمت کی تمنا کرنے کو۔ یہ بالاتفاق حرام ہے۔ البتہ حسد کا لفظ غبطہ یعنی رشک کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوتا ہے اور یہاں حدیث میں وہ اِسی معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔

"غبطہ" کہتے ہیں اِس کو کہ آدمی کسی کے حق میں زوالِ نعمت کی تمنا تو نہ کرے البتہ یہ تمنا کرے کہ فلاں شخص کو جو نعمت ملی ہے، مجھے بھی مل جائے۔ اِس میں کوئی حرج نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن دو۲ لوگوں کو رشکِ خلائق قرار دیا، اُن میں ایک وہ عالم دین ہے جو اپنے علم پر عمل بھی کرتا ہے اور دوسروں کو علم کی یہ دولت تقسیم بھی کرتا ہے۔ اِس معلوم ہوا کہ عالم اگر باعمل ہے اور معلّم بھی ہے تو قابل صد رشک ہے۔

****

## ۳۴ علماء کا اٹھ جانا گمراہی کا پیش خیمہ ہے

۳۴ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ العِلْمَ اِنْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ العِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَآءِ، حَتّٰى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَأَضَلُّوْا. (متفق عليه)

(بحوالہ مشکوٰۃ: ۱/ ۳۳)

**ترجمہ:** حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ علم کو اِس طرح

نہیں اٹھائیں گے کہ ایک دَم سے بندوں کے دِلوں سے اُسے کھینچ لیں گے، بلکہ اللہ تعالیٰ اہلِ علم کو وفات دے کر علم کو اٹھالیں گے۔ یہاں تک کہ جب کوئی عالم دین باقی نہیں رہ جائے گا تو عوام جاہلوں کو مقتدیٰ اور پیشوا بنالیں گے جن سے مسئلے پوچھے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے اور اِس طرح خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

**فائدہ:** قربِ قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ اُس آخری دور میں قرآن وحدیث کا علم اٹھالیا جائے گا، یہاں تک کہ روئے زمین پر ایک عالم دین بھی باقی نہیں رہے گا۔ قربِ قیامت سے پہلے بھی فتنوں کے اِس دور میں مختلف علاقوں اور بستیوں سے اللہ تعالیٰ اپنے بعض مصالح کے پیشِ نظر علم کو اٹھالیتے ہیں۔ لیکن یہ علم کا اٹھالیا جانا اِس طرح نہیں ہوتا ہے کہ ایک دَم سے اہلِ علم کے قلوب سے علم سلب کرلیا جاتا ہو، بلکہ علم اِس طرح اٹھایا جاتا ہے کہ اہلِ علم اِس دنیا سے رخصت ہوتے جاتے ہیں اور کوئی دوسرا اُن کی جگہ لینے والا نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ پورا علاقہ حقیقی علماء دین سے خالی ہوجاتا ہے، پھر لوگ علمِ دین سے بے بہرا جاہلوں کو اُن کی ڈاڑھی، کرتا اور ٹوپی دیکھ کر اپنا مقتدیٰ اور پیشوا بنالیتے ہیں۔ اُن سے دینی معاملات میں رہنمائی طلب کی جاتی ہے اور فتوے پوچھے جاتے ہیں۔ وہ لاعلمی کے باوجود فتوے دیتے ہیں اور مسلمانوں کے معاملات نپٹاتے ہیں، جس کے نتیجہ میں خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

اِس حدیث سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ علمائے دین کا وجود سراپا خیر اور باعثِ رحمت ہے اور اُن کا اٹھ جانا گمراہی کا پیشِ خیمہ ہے۔

****

# ۳۵ لوگوں کو نیکی کی تلقین کرنے والا عالم خود کو فراموش نہ کرے

۳۵ وَعَنْ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَثَلُ الْعَالِمِ الَّذِیْ يُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ وَيَنْسٰى نَفْسَهُ كَمَثَلِ السِّرَاجِ يُضِيْئُ النَّاسَ وَيُحْرِقُ نَفْسَهُ. (رواہ الطبرانی)

(بحوالہ معارف الحدیث: ۸ / ۵۲)

**ترجمہ:** حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اُس عالم کی مثال جو لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتا ہے اور خود اپنے آپ کو بھولے رہتا ہے، اُس چراغ کے مانند ہے جو لوگوں کو تو روشنی فراہم کرتا ہے لیکن خود اپنی ہستی کو جلاتا رہتا ہے۔

**فائدہ:** مثال کے ذریعہ بات جلدی اور اچھی طرح سمجھ میں آتی ہے۔ اِس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدّد حقائق کو بیان کرنے کے لیے اکثر مثالوں کا سہارا لیا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس مثال کے ذریعہ یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ اگر عالم کے علم کا فائدہ ساری دنیا کو پہنچ جائے، لیکن خود اُس کی ذات کو نہ پہنچے تو یہ ناقابل تلافی نقصان ہے۔ مشہور مثل ہے: ”چراغ تلے اندھیرا“

قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے استعجاب کے لہجہ میں فرمایا: **اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ۔** (کیا تم لوگوں کو بھلائیوں کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو فراموش کر دیتے ہو)

****

## ۳۶ بے فیض عالم مارِ گنج ہے

۳۶ **وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَثَلُ عِلْمٍ لَا يُنْتَفَعُ، كَمَثَلِ كَنْزٍ لَا يُنْفَقُ مِنْهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ.(رواہ احمد)**

(بحوالہ مشکوٰۃ:۱/۳۸)

**ترجمہ:** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس علم سے فائدہ نہ اٹھایا جائے، اُس کی مثال اُس خزانہ کے مانند ہے جس میں سے اللہ کی راہ میں کچھ خرچ نہ کیا جائے۔

**فائدہ:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس علم کو جس سے فائدہ نہ اٹھایا جائے یعنی جس پر آدمی نہ خود عمل کرے نہ اُس کو دوسروں تک پہنچائے اُس کو ایک ایسے خزانہ سے تشبیہ دی ہے جس کو کسی مصرف میں خرچ نہ کیا جائے۔ آدمی کے پاس مال و دولت کے انبار ہوں، لیکن وہ صرف الماریوں کی زینت ہوں، جمع کر کے رکھے گئے ہوں، خرچ نہ کیے جاتے ہوں تو وہ بیکار ہیں۔ اِسی طرح علم حاصل کرنے کے بعد اگر عمل کر کے اُس سے فائدہ نہ اٹھایا جائے اور اُس کی اشاعت

کر کے دوسروں کو اُس سے فائدہ نہ پہنچایا جائے تو وہ علم بے کار ہے۔

اِس لیے ایک عالم دین کو چاہیئے کہ وہ باعمل بھی ہو بافیض بھی۔ یعنی لوگوں کو اُس کے علم سے فیض پہنچ رہا ہو۔

****

## ۳۷ علمائے سوء روئے زمین کی بدترین مخلوق اور فتنوں کا سرچشمہ ہوں گے

۳۷ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَىٰ مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اِسْمُهُ، وَلَا يَبْقَىٰ مِنَ الْقُرْاٰنِ إِلَّا رَسْمُهُ، مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدٰى، عُلَمَاؤُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ أَدِيْمِ السَّمَآءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيْهِمْ تَعُوْدُ. (رواه البيهقى فى شعب الايمان)

(بحوالہ مشکوٰۃ: ۱/ ۳۸)

**ترجمہ:** حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں صرف اِسلام کا نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کے صرف نقوش باقی رہیں گے۔ اُن کی مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی مگر حقیقت میں ہدایت سے خالی ہوں گی۔ اُس زمانہ کے علماء آسمان کے نیچے سب سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ خود اُن ہی میں سے فتنہ پھوٹے گا اور اُنہی میں

جا کر ٹھہرے گا۔

**فائدہ:** روحِ اسلام سے عاری اور رُشد و ہدایت سے خالی جس زمانہ کے آنے کی آپ ﷺ اِس حدیث میں پیشین گوئی فرما رہے ہیں اُس کے بارے میں جو خاص بات آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی وہ یہ کہ اُس زمانہ میں سب سے بُرا کردار اور رول (Role) علماء کا ہوگا۔ اس آسمان کے نیچے سب سے بدترین مخلوق علماء ہو جائیں گے۔ وہ فتنہ فساد کا سرچشمہ اور منبع ہو جائیں گے۔ یعنی اُن کی بدنیتی، اُن کے دلوں کا بگاڑ، اُن کی بے عملی و دنیا طلبی، اُن کی شہرت وقیادت کی چھپی ہوئی خواہش اُن کو اِس بات پر آمادہ کرے گی کہ وہ سازشیں رچیں، گروہ بندیاں کریں، پھوٹ ڈالیں، اہلِ اقدار سے ساز باز کریں اور قوم کو دھوکہ میں رکھیں، اُن کو مشتعل کر کے آپس میں لڑادیں اور اِس طرح کے مختلف قسم کے فتنوں کو ہوا دیں۔ اِس طرح ہر فتنہ وفساد کی جڑ علماء ہو جائیں گے۔ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ کا یہی مفہوم ہے۔

لیکن وَتَعُوْدُ فِيهِمْ فرما کر آپ ﷺ نے یہ بھی واضح فرما دیا کہ وہ علماء اپنی جلائی ہوئی آگ میں خود بھی جھلسیں گے اور اپنے کھودے ہوئے گڑھوں میں خود بھی گریں گے، العیاذ باللہ منہ۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ کہیں وہ زمانہ آتو نہیں گیا؟ کیا دینی مدرسوں اور اداروں میں عہدے اور منصب کے جھگڑے، مسجدوں میں ٹرسٹی شپ اور تولیت کے تنازعات، خانقاہوں میں سجّادہ نشینی کی لڑائیاں، مسلم جماعتوں اور تنظیموں میں اقتدار کی رسہ کشی اور علماء کے باہمی سخت ترین ذاتی اختلافات اِس بات کی طرف اشارہ نہیں کرتے کہ وہ زمانہ آگیا ہے۔ ڈرنے کی بات یہ ہے کہیں جانے انجانے میں علمائے سوء کی اِس فہرست میں ہمارا شمار تو نہیں۔

اللّٰهم احفظنا منه۔ اللّٰهم احفظنا منه۔ اللّٰهم احفظنا منه۔

****

## ㊳ بے عمل عالم کو سخت ترین عذاب ہو گا

㊳ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَالِمٌ لَمْ يَنْفَعْهُ عِلْمُهُ. (رواه البيهقي)

(بحوالہ معارف الحدیث: ۸/ ۵۳)

**ترجمہ:** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب اُس عالم کو ہو گا جس کو اُس کے علمِ دین نے نفع نہ پہنچایا ہو۔

**فائدہ:** علمِ دین کا نفع نہ پہنچانا یہی ہے کہ آدمی اُس پر عمل نہ کرے، اُس کے تقاضوں کو پورا نہ کرے۔ علم صرف قال رہے، حال نہ بنے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ علم دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جو قلب میں سما جاتا ہے (اور اعضاء و جوارح اُس کے سانچہ میں ڈھل جاتے ہیں) یہی حقیقتاً نفع بخش علم ہے اور دوسرے وہ جو صرف نوکِ زبان پر ہوتا ہے، یہ علم نافع نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے صرف اتمامِ حجّت کے لیے ہوتا ہے کہ آدمی اب اپنی بے عملی کو لاعلمی کے پردہ میں چھپا نہیں سکتا۔

****

# (٣٩) علمائے دین منارۂ نور ہیں

(٣٩) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِنَّ مَثَلَ الْعُلَمَاءِ فِي الْأَرْضِ، كَمَثَلِ النُّجُومِ فِي السَّمَاءِ، يُهْتَدَى بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، فَإِذَا انْطَمَسَتِ النُّجُومُ، أَوْشَكَ أَنْ تَضِلَّ الْهُدَاةُ. (رواه احمد)

(بحوالہ منتخب احادیث صـ ۲۷۵)

**ترجمہ:** حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علماء کی مثال آسمان کے اُن ستاروں کی طرح ہے جن سے خشکی اور تَری کے اندھیروں میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ جب ستارے بے نور ہو جاتے ہیں تو اِس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ راستہ چلنے والے بھٹک جائیں۔

**فائدہ:** رات کی تاریکیوں میں صحرا و بیاباں اور سمندروں کا سفر کرنے والے مسافروں کے لیے آسمان میں جگمگاتے ستاروں کا وجود بسا غنیمت ہوتا ہے کہ اُن کی مدد سے سمت کا تعیّن ہوتا ہے اور منزل کے رُخ کا پتہ چلتا ہے۔ اگر یہ ستارے ماند پڑ جائیں تو گھٹا ٹوپ اندھیروں میں آدمی بھٹک جائے۔

یہی مثال علمائے دین کی ہے کہ ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں میں مانند ستارہ وہ جگمگا رہے ہوتے ہیں، اگر اُن کی رہنمائی حاصل کی جائے تو آدمی گمراہیوں سے نکل کر منزل کا راستہ

پالے اور اگر ایسے علماء کے وجود سے دنیا خالی ہو جائے تو راہِ حق کے مسافر کو کوئی راستہ بتلانے والا نہ ہو۔

اِس حدیث سے علماء کی قدر و منزلت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ منارۂ نور ہیں۔

****

## ⑩ اغلب یہی ہے کہ علماء معاف کر دیے جائیں گے

⑩ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ الْحَكَمِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْعُلَمَآءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا قَعَدَ عَلَى كُرْسِيِّهِ لِفَصْلِ عِبَادِهِ: إِنِّي لَمْ أَجْعَلْ عِلْمِي وحِلْمِي فِيكُمْ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَغْفِرَ لَكُمْ عَلَى مَا كَانَ فِيكُمْ وَلَا أُبَالِي. (رواه الطبراني)

(بحوالہ منتخب احادیث صـ ٢٧٤)

**ترجمہ:** صحابی رسول حضرت ثعلبہ بن حَکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کے لیے (اپنی شان کے مطابق) کرسی پر تشریف فرما ہوں گے تو علماء سے فرمائیں گے کہ میں نے اپنے علم اور حلم سے تمھیں اِسی لیے نوازا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ تمھاری کوتاہیوں کے باوجود تمھیں معاف کر دوں اور مجھ کو اِس کی کوئی پرواہ نہیں کہ تمھارے گناہ کتنے ہیں۔

(یعنی تم چاہے کتنے ہی بڑے گنہگار ہو تمھیں بخشنا میرے نزدیک کوئی بڑی

بات نہیں)

**فائدہ:** اہلِ علم کے جہاں بہت سارے فضائل ومناقب ہیں وہیں اُن کے تعلّق سے بہت ساری وعیدیں بھی آئی ہیں۔ اُن وعیدوں کی روشنی میں عالم دین اپنا جائزہ لے تو بہت ممکن ہے کہ وہ اپنی ذات سے مایوس ہوجائے کہ کون اِس امانت کا حق ادا کرسکتا ہے اور کون نقص وعیب سے پاک ہونے کا دعویٰ کرسکتا ہے۔ ایسے میں یہ حدیث شریف ڈھارس کا بڑا سامان ہے جس سے یاس وقنوطیت کے بادل چھٹتے نظر آتے ہیں۔

وہ کیا منظر ہوگا جب حشر بپا ہوگا، اللہ ربّ العزّت کرسیٔ عدل پر جلوہ افروز ہوں گے۔ اہلِ علم بھی اپنا حساب دینے کے لیے بارگاہِ صمدیت میں کھڑے ہوں گے۔ رسول کے سوا تو کوئی معصوم نہیں، اہلِ علم بھی اپنی کوتاہیوں اور لغزشوں پر گرفت کے تصوّر سے لرزہ براندام ہوں گے کہ یکا یک ایک مژدۂ جانفزاں سنایا جائے گا کہ:

"اے میرے بندو! میں نے اپنا علم اور حلم تمھیں عطا ہی اِس لیے کیا تھا کہ تمھاری مغفرت کروں، اگر تمھیں عذاب دینا مقصود ہوتا تو علم وحلم کی اپنی صفت سے تمھیں متّصف نہ کرتا۔"

اُس وقت اہلِ علم کی خوشیوں اور مسرّتوں کا کوئی ٹھکانہ نہ ہوگا، اُن کے ساتھ اللہ ربّ العزّت کے اِس فضل کو دیکھ کر کیا وہ لوگ پچھتائیں گے نہیں جن کی زبانیں علماء پر طعن وتشنیع سے تھکتی نہیں تھی، جو اُن کا استہزاء کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جاتے تھے اور جو اُن کی کوتاہیوں کو اچھال اچھال کر دنیا میں اُن کو رسوا کرنے کی کوشش کرتے تھے، لیکن اُس وقت کا پچھتاوا کوئی کام نہ آئے گا۔ اہلِ علم جنّت کی طرف رواں دواں ہوجائیں گے اور اُن کے معاندین، مخالفین وحاسدین حساب دیتے رہ جائیں گے۔

****